نرم گرم

ابواسامہ

شہنشاہ بجٹ اور جون خون

بھائی صاحب ۔ آپ اتنے اداس کیوں بیٹھے ہیں ۔ کیا ہوا ہے .... ؟ اور یہ آپ کی شکل پہ سکھوں کی طرح بارہ کیوں بج رہے ہیں ــــــــ ؟ محترم مجھے تنگ نہ کریں اور اپنا راستہ ناپیں ۔ جانے کیسے کیسے لوگ جی کے جلانے کو آجاتے ہیں ۔ ہونہہ ..... آپ کو نظر نہیں آتا ۔ اندھے ہیں آپ .... یہ میری شکل ہے یا وال کلاک (WALL CLOCK) جو آپ کو بارہ بجتے نظر آرہے ہیں ۔ یہاں مہینے بھر سے بجٹ تقریر سن کر ابھی تک اپنے کان بج رہے ہیں ۔ ریڈیو، ٹی وی پر تو وزیر خزانہ چند گھنٹے بج بجا کر چپ ہو گئے ۔ اور یہ کان جو سارا سال بجتے رہیں گے ، اگلے سال اس سے اگلے سال ، سال بہ سال بجتے رہیں گے بجتے رہیں گے .... شاید قبر تا حشر تک بجتے رہیں ۔ جانے کیوں لوگ زخموں پر نمک چھڑکنے آجاتے ہیں ، نمک شاید سستا ہے اس لئے ..... حکومت کم از کم اسے بھی مہنگا کر دیتی ۔ نہ مارکیٹ میں (AVAIL ABLE) ہوتا اور نہ یوں کوئی سستے داموں چھڑکتا ۔

اے میرے پیارے اللہ میاں ! کیا ایسا ممکن ہے کہ تو سال کے بارہ مہینوں میں سے جون کو بالکل غائب کر دے ۔ اسے دنیا کی نظروں سے اوجھل کر دے بالکل ایسے جیسے تو نے شداد کی جنت نظروں سے اوجھل کر رکھی ہے ۔ نہ ہر سال یہ مہینہ آئے گا اور نہ ہمارا خون ہوگا ۔ یہ جون کے مہینے میں عوام کا جو خون ہوتا ہے ۔ اس "جون خون" میں کچھ سمجھ نہیں آتا کہ قبلہ کدھر ہے ۔ طلوع آفتاب اور غروب آفتاب کی سمتیں گڈمڈ ہونے لگتی ہیں ۔ سر چکرانے لگتا ہے ۔ دل ہولنے اور ڈولنے لگتا ہے اعضائے رئیسہ جواب دینے لگتے ہیں ..... بجٹ آرہا ہے بجٹ آرہا ہے ..... ایک ڈرا دینے والی آواز ایک اوسان خطا کر دینے والی گرج .... باادب ، باملاحظہ ہوشیار ، نگاہ روبرو ، شہنشاہِ عالیشان ، عزت مآب ، شہنشاہِ ہفت کشور ، جہاں پناہ ، عالی جاہ " بجٹ " تشریف لا رہے ہیں ۔ اور جب " شہنشاہ بجٹ " " جون " کی کرسی پر متمکن ہوتے ہیں تو بھول جاتے ہیں کہ جون

کے علاوہ گیارہ مہینے اور بھی ہیں ۔ اور انسانوں کو بہر طور زندگی گزارنی ہے ۔ جون کی گرمی ان کے حواس چھین لیتی ہے وہ "جون" اور "خون" کے درمیان ایک نقطے کے فرق کو بھول کر بولتے چلے جاتے ہیں ۔ بالکل اس بچے کی طرح جسے بچپن میں استاد بطورِ سزا پوری کلاس میں کھڑا کر کے کتاب اس کے ہاتھ میں تھما کے کہتا ہے کہ ..... پڑھو..... ۔ اور وہ بیچارہ سب کے درمیان سہما سہما کھڑا پڑھتا رہتا ہے ۔ اٹکتا رہتا ہے ۔ مجال ہے جنبش کر سکے ۔ کچھ اس پر ہنستے ہیں چند مسکراتے ہیں لیکن اسے بس حکم ہے "پڑھو"۔ ایسے ہی اسمبلی ہال میں تاریخ اپنے آپ کو دہراتی ہے ۔

اور آپ اس نقطے کو معمولی نہ سمجھیں کہ صاحب "جون" کے پہلو سے اٹھا کر

اس کے سر پر سجایا تو "خون" ہو گیا ۔ مشہور مسیحی فلاسفر خلیل جبران خلیل ——— ایک جگہ لکھتا ہے کہ "کہتے ہیں سات صدیاں پہلے ایک وادی سے سات کبوتر اڑے ہر کبوتر کے پر کے نیچے سیاہ تل تھا، آج لوگ کہتے ہیں کہ سات صدیاں پہلے ایک وادی سے سات سیاہ کبوتر اڑے تھے" دیکھا آپ نے نقطے برابر تل نے کیا کام دکھایا ....

مان لیا ہر چیز مہنگی ہو گئی ، گوشت ، چینی ، آٹا ، دال ، ٹماٹر ، بھنڈی توری کریلا ، چائے کی پتی ، ٹائر ٹیوب ، پیٹرول ، ڈیزل ، مٹی کا تیل ، پلاسٹک کے برتن ...... ہر چیز مہنگی ہو گئی لیکن انسان کا خون سستا ہو گیا ۔ سستا نہ ہوتا تو حیدرآباد ، پکا قلعہ اور کراچی میں یوں روانی سے نہ بہتا ثبوت ہو گیا کہ جہاں چند اشیاء کی قیمتیں چڑھی ہیں وہاں کچھ سستی بھی ہوئی ہیں ۔ اب آپ مانیں یا نہ مانیں ...... بہنے والا خون اتنا سستا تھا کہ پورے ملک سے کوئی سیاسی لیڈر ان کی دلجوئی اور اشک شوئی کے لئے نہیں گیا ...... گیا تو کون گیا ..... آخر وہی ساڑھے گیارہ سالہ آمریت کی چمکتی نشانی اعجاز الحق اور ہمایوں اختر .... انہوں نے سوچا خون اتنا سستا بھی نہیں کہ یونہی بہنے دیا جائے ۔ اشیائے خورد و نوش کا کیا ہے قیمتیں گھٹتی بڑھتی رہتی ہیں .... آج یہ ہیں کل کوئی اور ہوگا وقت ایک سا نہیں رہتا اور پھر یہ بھی دیکھیں ناں اللہ نے ہر ذی روح سے رزق کا وعدہ کر رکھا ہے تو پھر پریشانی کا ہے کی ..... ؟ نہ سوچا کریں ۔ بس خوش رہا کریں ، جب رزاق وہ ہے تو پھر غم کیوں ...... ؟ گھبرائیں نہیں وہ دن دور نہیں جب ان شاء اللہ جون کے مہینے میں خون کی بجائے مون (MOON) ابھرے گا اور ٹھنڈی میٹھی میٹھی چاندنی ہو گی اور پھر نہ جون کی گرمی ہو گی نہ خون کی ارزانی .... تھوڑا انتظار اور ..... زمانہ کروٹ لینے کو ہے ۔